بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

ربیع الاوّل کا مہینہ گذر چکا ــــ وہ مبارک ماہ جس میں فخرِ کائنات رحمۃ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرماکر خداوندِ عالمین نے اس عالمِ ہست وبود پر اپنی رحمتوں اور نعمتوں کی تکمیل فرمائی ۔ وہ ذات قدسی صفات جن کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف شرک وجہل کا قلع قمع ہوا۔ بلکہ ظاہر پرستی کی تمام انواع ، رسوماتِ باطلہ، لہو ولعب، اور بدعات وخرافات کی تمام اقسام کی بیخ کنی بھی کی گئی۔ اس رسولِ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے کہ اس کے نام لیواؤں کی زندگی کا ہر لحظہ اسکی عظمت واحترام سے معمور اور دل کی ہر دھڑکن اسکی توقیر وتکریم کی ترجمان ہو کہ امتِ مرحومہ کی نجات اور فلاح تو صرف اُسی کی اتباع پر موقوف ہے۔ اس لحاظ سے ایک مسلمان کی حیاتِ مستعار کا ہر لمحہ اس کیلئے عید میلاد اور تذکار رسول ہے نہ کہ سال بھر کے چند ایام کی دو چار مجلسیں اور محفلیں ــــ مگر صد حیف وافسوس کہ آج محمد عربی کے عشق ومحبت کے دعویدار عید میلاد النبیؐ پر یہ وقتی اور سطحی ذکر وتذکار بھی کسطرح منا رہے ہیں ؟ اسکی کچھ جھلکیاں سیرتِ مقدسہ کے نام پر جلسوں، جلوسوں کی روئیدادوں میں قوم کے سامنے آچکی ہیں، بازاروں میں شور وغل فلمی دھنوں اور گانوں کی بھرمار، رسوم ورواج کی یلغار، اور فسق وفجور کا طوفان، مردوں اور عورتوں کی ہڑبونگ، غرض دلوں کی دنیا سیاہ اور تاریک عظمت وتقدیس کا شائبہ تک معدوم، مگر گلیاں اور کوچے قمقموں اور جھنڈیوں سے آراستہ ــــ ہائے ملتِ محمدیہ کی حرماں نصیبی کہ محمد عربی علیہ السلام (فداہ الثقلین) کے نام پر ٹوئسٹ ناچ اور مردوں کا عورتوں پر یلغار، نہ فکرِ ننگ وناموس، نہ احساس صوم وصلوٰۃ گویا رسول الثقلین کی یاد نہ ہوئی بلکہ یہود ونصاریٰ کا کرسمس اور عہد جاہلیت کا جشنِ نوروز کہ پوری قوم اس مبارک دن اپنے آپ کو اخلاق وشرافت وقار وتمکنت، سنت وشریعت کی تمام بندشوں سے آزاد سمجھنے لگی۔ اپنے محسنین کی یاد کا یہ انداز تو مادر پدر آزاد فرنگ کا ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

محسن کائنات کے عشق ومحبت کے دعویدار کچھ تو ہوش کے ناخن لو۔ سندانِ عشق کے ساتھ جامِ شریعت تھامنا بھی ضروری ہے۔ وہ عشق ومحبت تو نری ہوسناکی ہے جو محبت، اطاعت اور عظمت سے خالی ہو ــ وہ سراسر بے تمیزی اور نفس پرستی ہے۔ تمہاری زبانوں پر تو محبوب کا ورد ہے مگر عملاً تمام طور طریقے محبوب کے دشمنوں کے اختیار کر رکھے ہیں۔ اسکی لائی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کا ایک ایک حصہ ادھیڑ اور اس کی سنتوں کی بنیادیں ڈھا رہے ہو اور پھر یہ سب کچھ اسکی یاد منانے کے نام پر

اس عہدِ شقاوت میں کیا سیرت نام صرف غل غپاڑے ، رقص و سرود اور بازاروں کے ہڑ بونگ کا رہ گیا ہے ؟ تم میں سے کتنے تھے جنہوں نے سات سات گھنٹے اس کے نام پر جلوس میں تو گذار دیے مگر کیا اوّلین رکنِ اسلام "نماز" کا خیال تک بھی ہوا ؟ جب کہ عالمِ نزع میں تمہارے آقا کی ڈوبتی ہوئی روح سے بھی الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی صدائیں آرہی تھیں۔ تعلیم تو تمہارے آقا کی یہ تھی کہ راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھو، اکڑ کر نہ چلو، اس نے فرمایا کہ نامحرموں کی طرف نگاہ اٹھانا بھی ضیاعِ دین و ایمان ہے۔ اس نے چاہا کہ تم ایک باوقار اور سنجیدہ امت بن جاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ خواہ نماز جماعت تم سے فوت بھی ہو جائے مگر اس کے لئے اچھل کود کر دوڑنا نہیں۔ فرمایا کہ کسی حال بھی وقار و سکنیت کے رشتے تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے جائیں۔ پھر اس کی عظمت و تقدیس کا تو یہ عالم تھا کہ سیدنا فاروقِ اعظمؓ جیسے صحابہ کی آوازیں اس کی مجلس میں پست ہو جاتیں کہ اس اللہ نے اس کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی کرنے والوں کو بھی حبطِ اعمال (اعمال کی بربادی) کی وعید سنائی تھی تو کیا تمہارا یہ دھوم دھڑکا اور یہ چیخ و پکار تمہارے حبطِ اعمال کا موجب نہ بنے گا۔؟ تمہارے رسولِ اعظمؐ نے تو ہر لحہ تمہیں بدعت سے روکا کہ بدعت بظاہر جتنی بھی دلکش و دلآویز ہو مگر بالآخر یہ لعنت ملت کے لئے زہرِ ہلاہل ثابت ہو کر رہتی ہے۔ اور یہ بدعت کی ہلاکت آفرینی ہی تو تھی جسکی تان بالآخر ٹوسٹ ناچ پر ٹوٹی اور بدعت ہی ہوگی جو تم سے سیرتِ رسول کے نام پر آئندہ مسجدوں میں بھی چا چا چا ناچ اور راک این رول کروا کر رہے گی۔ اب تم نے روضۂ اطہر کی شبیہ بنا کر اس کے ساتھ حقیقی مزار مبارک کا معاملہ شروع کر دیا ہے۔ اور آئندہ چل کر تم بیت اللہ کی تمثال کا طواف و زیارت بھی کر بیٹھو گے۔ متاعِ دین و خرد ایسی غارت ہوئی کہ بدعت کی یہ تباہ کاریاں امت کی اکثریت کی نظروں سے اوجھل ہیں اور شیطان نے ہمارے اعمال کو سجا سجا کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے ——— وہ بھی کیا وقت تھا کہ حضرت حسن بصریؒ نے ایک بار کوئی بدعت دیکھی تو شدّتِ غم کی وجہ سے کئی دن تک انہیں پیشاب کی بجائے خون آتا رہا۔ ہمارے اکابر اور محققینِ امت کی یہی دور اندیشی اور فراستِ ایمانی تھی کہ انہوں نے میلاد النبی کے نام پر اس سوداگری کی سختی سے مخالفت کی مگر انہیں "دشمنِ رسول" اور کن کن القاب سے نوازا گیا۔ مگر آج تم خود سر پکڑ کر بیٹھ گئے ہو کہ اس کا کیا علاج و تدارک ہو؟ خدا کرے پچھلے ماہ کے یہ تلخ واقعات ہمارے دل و دماغ کیلئے تازیانۂ عبرت بن جائیں۔ اور اگر دلوں میں ایمان کی کوئی چنگاری باقی ہو تو پھر سلگ اٹھے اور ہمارے اعمال و افعال رسول کی سچی محبت، اطاعت و اتباع کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ ورنہ یاد رکھو ! بازاروں کے اس ہڑ بونگ، جھنڈوں اور باجوں کی اس جھنکار گانوں اور نعروں کے ان ہنگاموں سے رسولِ مقبول کی روحِ مبارک خوش تو کیا ہوگی بلکہ بار بار اہلیں